رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۱-۲۰

سلسلہ کی خبریں

بمبئی ۲۴ مئی تک کی جو اطلاعیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق دارالامان پہونچ چکی ہیں وہ راحت افزا ہیں۔ حضور کی صحت روز افزوں ترقی پر ہے۔ لیکن باندرا والے مکان میں مچھروں کی تکلیف زیادہ ہے۔ اس لئے حضور خود کوئی دوسرا مکان پسند کرنے کے واسطے تشریف لے جاتے ہیں۔ ابھی تک مکان تبدیل کرنے کی اطلاع نہیں ملی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پھوڑے کی تکلیف ہے۔ احباب امیر المومنین اور ام المومنین علیہما السلام کی کامل صحت و بخیر مراجعت واپسی کی دعائیں کریں دارالامان کے مشتاقوں کی آنکھیں احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نظیر اور سچوت کو دیکھنے کے واسطے ترس رہی ہیں ۔

بہ بیم رسید جانم تو بیا کہ زندہ مانم

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بھی بخیریت بمبئی پہونچ گئے ہیں ۔

دارالامان ۔ گرمی کی شدت ہے۔ دن بھر لُو اور دھوپ شباب پر ہے۔ اور رات کے پچھلے پہر تک گرمی اپنا بڑھاپا دکھاتی ہے۔ رب ارحم ۔ آمین ۔

فاروق پریس ۔ خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے دوبارہ اجرا پریس کی توفیق بخشی۔ اور آج ۲۴ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کو فاروق پریس قائم ہو گیا۔ اور اسپر تبلیغ رسالت کی کاپیاں جس کے واسطے خاص یہ پریس جاری کیا گیا ہے۔ خدا ہی کے فضل سے چھاپی گئی ہیں۔ احباب دل سے دعا کریں کہ فاروق پریس سلسلہ و دین کی خدمت کے لئے بابرکت اور میرے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور خداوند تبارک و تعالےٰ اسکے ذریعہ سلسلہ کی اہم خدمات کی مجھے توفیق عطا فرماوے ۔ آمین ۔ اب امید ہے کہ انشاء اللہ تبلیغ رسالت یعنے مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد سے جلد شائع ہو کر ہر ناظرین ہوگی ۔

اور رسالہ احمدی کا دوبارہ اجرا بھی آسان ہوگا بوجہ مصروفیت کار اجرا فاروق پریس ہفتہ گذشتہ یعنی ۲۳ مئی کا فاروق نہیں نکل سکا جس کا مجھے افسوس ہے، مگر احباب فاروق پریس کا اجرا و قیام سنکر بہت خوش ہونگے ۔ پریس بمعہ لکھنو سے منگایا ہے۔ پریس دہلی سے ڈھلوایا ہے۔ جو پنجاب بھر کے دستی پریسوں سے اول درجہ کا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک ۔ اب احباب بھی کچھ ہمت کریں۔ اور اخبار فاروق کی اشاعت میں کوشش فرما کر خریدار عطا کریں تاکہ فاروق پریس کے کام میں بوجہ زیادتی مصارف کوئی دقت پیدا نہ ہو کیونکہ اجرار فاروق پریس سے ۵۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ

ایڈیٹر اہلحدیث
Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا خرچ اخبار فاروق پر پڑ گیا ہے۔

نیز احمدی رسالہ کی خریداری کی اسوقت تک کافی درخواستیں موصول نہیں ہوئیں۔ پانسو درخواستوں کے پورا ہونے پر رسالہ احمدی انشاء اللہ جاری ہو جائیگا۔ اب تک صرف ۷۰ درخواستیں آئی ہیں۔ کیا احمدی جیسے رسالہ کی خریداری جس کا چندہ بھی بحالات موجودہ نہایت ہی کم صرف دو روپیہ سالانہ مع محصول ڈاک رکھا گیا ہے پانسو تک ہو جانی احمدی قوم کے لئے مشکل امر ہے؟ ہرگز نہیں۔ احمدی کے واسطے جلد درخواستیں ارسال کرو۔ ابھی تو صرف درخواستیں ہی مطلوب ہیں۔ چندہ تو نہیں مانگا جاتا۔ چندہ انشاء اللہ پہلے نمبر کے شائع ہونے پر وصول کیا جائیگا۔ اور کم استطاعت احباب سے دو بار کو کے بھی لیا جائے گا۔ یعنے چھ چھ ماہ کا ایک ایک روپیہ دو دفعہ بذریعہ قسط لیا جائے گا ؎

اٹھو ہمت کرو باندھو کمر ہشیار ہو جاؤ

درخواست دعا

سلسلہ کے مخلص اور پرجوش ممبر اخی ام ذوالاکرام رحیمان صاحب رام پوری کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں۔ احباب ان کے واسطے دعا کریں کہ خدا ان کو صحت بخشے۔ آمین نیز نہایت ہی مخلص احمدی سید عابد حسین صاحب بی۔ اے تحصیلدار پنا کو کچھ مشکلات و تفکرات درپیش ہیں احباب ان کے واسطے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں ہر ابتلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ؎

ڈاک خانہ قادیان

بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر ڈاکخانہ قادیان سے تبدیل ہو کر چلا گیا ہے۔ اور ان کی جگہ فی الحال عارضی طور پر ایک ہندو سب پوسٹماسٹر صاحب تشریف لائے ہیں۔ جو امید ہے کہ وہ کسی قسم کی شکایات پیدا نہ ہونے دینگے اور احمدیہ کو خوشنودی کا موقعہ دیکر مشکوری حاصل کرینگے۔ اسلئے ہم آئندہ شکایات ڈاک خانہ متعلقہ عملہ سابقہ کو بند کرتے ہیں پچھلی شکایات جو درج اخبار ہو چکی ہیں۔ حکام ڈاک خانہ کو توجہ دلاتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ ان شکایات کا فیصلہ فرما دیں۔ اگر وہ شکایات صحیح ہیں تو ان کا ضرور ایسا انتظام کریں جس سے شکایت کنندگان کو شکریہ کا موقعہ ملے

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زندہ نشان

مولوی ثناء اللہ صاحب سرسری اس ماہ میں کلکتہ پہونچ کر تکذیب انبیاء کی سنت ادا کرتے ہوئے بہت کچھ اناپ شناپ کہہ اٹھے۔ اسپر جماعت احمدیہ کلکتہ نے مندرجہ ذیل اشتہار ان کے واسطے کلکتہ میں شائع کیا۔ ایڈیٹر

"منجملہ اور نشانات کے مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کا جیتا جاگتا نشان ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مقابل میں یہ معیار پیش کیا تھا کہ مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اور بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ الحمد للہ کہ اس قادر توانا باری تعالےٰ جس نے نسل انسانی کے عظیم الشان مامور کے مقابل میں ابوجہل جیسے دشمن حق کے منہ مانگے معیار کو پورا کر دیا۔ اس قادر توانا باری تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے منہ مانگے معیار کو یعنے مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے پورا کر کے مامور کے سچا ہونے اور مخالفین کے حق پر نہ ہونے کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے اور سنت اللہ کے مطابق حضرت مسیح موعود کے بانی کو سرسبز کرنے کے لئے اس باری تعالےٰ نے جو مامور دل کے بعد ہمیشہ ان کے باغات کو سرسبز رکھا کرتا ہے۔ اس مامور کے بعد بھی ایسے انسانوں کو چھوڑا ہے۔ جو ہر فرعون کے لئے حضرت موسیٰ کے مصداق ہیں۔ ہم تمہارے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے منہ مانگے فیصلہ کے پورا ہونے میں کسی قسم کا کلام ہے یا وہ اپنے معیار کو خود ہی غلط سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے مقابل میں اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہیں ان کو حق الیقین حاصل ہے۔ تو میدان میں آئیں۔ اور مباہلہ کے لئے مشہور و معروف اخبارات میں کثرت سے مضامین شائع کریں۔ پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں یہ کسی نتیجہ کو حاصل کرینگے۔ جس نتیجہ کو پہلے خدا کے مامورین کے مخالفین نے حاصل کیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کا ہر سچا خادم مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اے لوگو! حق کے متلاشیو! مولوی ثناء اللہ صاحب کو فتح قادیان بتلانے والو اٹھو۔ اور مولوی صاحب کو مباہلہ کے لئے تیار کراؤ۔ اور پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو" ؎

کیا مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث آٹھ سو روپیہ انعام کا جمع کرے گا

از جماعت احمدیہ کلکتہ

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے کل مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۱۸ء کو ذکریا اسٹریٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائے مباہلہ کے مقابلہ میں بڑے شد و مد سے بیان کیا کہ میری کسی اخبار میں نہیں چھپا کہ مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اور بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔

(نمبر ۲) نبی کی شناخت نامی رسالہ میں تفسیر ثنائی کی جو عبارت دربارہ وفات مسیح نقل کیگئی ہے۔ وہ غلط ہے

(نمبر ۳) کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے مباہلہ کو منظور کیا تھا

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہر سہ امور کو بڑی تحدی سے پیش کیا۔ اور اسپر طرہ یہ کہ آٹھ سو روپیہ تردید کنندے کو انعام دینا بھی زبانی منظور کیا۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس انعام کو کسی امین مسلہ فریقین کے پاس جمع کر کے ہمیں اطلاع دیں اخبارات میں شائع کریں۔ اور وقت۔ جگہ اور دیگر ضروری امور کے متعلق ہم سے تحریری تصفیہ کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وقت و مقام مقررہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی ہی اخبارات سے امور متذکرہ بالا کو ثابت کرینگے

انجمن احمدیہ نمبر ۹ وائلڈ اسٹریٹ مسجد منزل کلکتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان۔ ۲۳ مئی ۱۹۱۸ء

ظہور مہدی کا ایک نشان

ایک اعلان دربارہ حج اخبارات میں شایع ہو رہا ہے جسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں:۔

"بمبئی حج کمیٹی کا جلسہ ۲۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو منعقد ہوا تھا جسمیں جہازوں کی قلت کی وجہ سے ان تمام تکالیف پر جو حاجیوں کو اس سال پیش آنے والی ہیں گفتگو ہوئی۔ اور کمیٹی نے ذیل کا بیان شایع کرنے کا فیصلہ کیا۔

بمبئی حج کمیٹی کی یہ رائے ہے۔ کہ چونکہ حاجیوں کے لئے جہازوں کے ملنے میں بڑی مشکلیں واقع ہوئی ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ حتی الامکان عازمان حج کی تعداد میں کمی کی جائے۔ ابتک حاجیوں کے جہاز کے جانے کی کوئی تاریخ معین نہیں اور جہازی کمپنیوں نے جہاز کے بارے میں ابتک کوئی جواب نہیں دیا۔ اور کسی وجوہ سے یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ اب کے ایک جہاز کے ملنے میں بھی بڑی دقت واقع ہوگی۔ اسلئے ظاہر ہے کہ عازمان حج کو بمبئی پہونچنے کے بعد جہاز کا بہت انتظار کرنا پڑے گا۔ اور جہاز ملا بھی تو اس کا کرایہ بہت زیادہ ہوگا۔ اور ساتھ ہی بمبئی کے ناذبل برداشت اخراجات کی زیرباری اسکے علاوہ ہوگی۔ اور اگر جہاز میسر نہ آیا۔ تو عازمان حج کو اتنی بے فائدہ تکلیف اور زیرباری کے بعد اپنے گھروں کو نکبت دلی کے ساتھ لوٹنا پڑے گا۔ ان حالات میں جو جنگ کی وجہ سے ناگزیر ہیں۔ بمبئی کی حج کمیٹی تمام عازمان حج کو انہیں کے آرام و نفع کے لحاظ سے یہ صلاح دیتی ہے کہ وہ اس سال سفر حج کا ارادہ ملتوی کردیں۔

بمبئی حج کمیٹی تمام مقامی حج کمیٹیوں اور انجمنوں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ ان حالات کو کمیٹی کی رائے کے ساتھ عازمان حج کی اطلاع کے لئے جلد مشتہر کردیں۔ اور مقامی حج کمیٹیوں اور انجمنوں کے اراکین سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اپنے ذاتی اثر سے یا اور جسطرح ممکن ہو۔ عازمان حج کو اس سال اپنا ارادۂ سفر حج ملتوی کرنے کی فہمائش کریں

ایف ایم۔ اے ونسنٹ پریسیڈنٹ حج کمیٹی"

اس اعلان کی ہم بھی تائید کرتے ہیں۔ جن حالات میں یہ مشورہ دیا گیا ہے۔ وہ بالکل درست ہیں۔ اس لئے تمام عازمان حج کو چاہیئے کہ وہ اس سال حج کا ارادہ ملتوی کر دیں کیونکہ حالات مساعد نہیں۔ اور شریعت اسلامیہ نے امن اور استطاعت حج کی شرط رکھی ہے۔ جو اس وقت حکمت الٰہی کے ماتحت میسر نہیں۔ جان بوجھ کر اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالنا درست نہیں۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ اس مشورہ پر عمل کیا جائے۔ جہاں ہم یہ کہتے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اس طرف بھی اپنے کلمہ گو بھائیوں کی توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتابوں میں ظہور مہدی کا یہ نشان پڑھا ہوگا کہ اسوقت حج نہیں کیا جاسکیگا۔ پس کیا آپ لوگ اس مہدی موعود کے بارے میں تحقیق کر کے فلاح دارین پائینگے۔ جو اپنے وقت پر مقررہ نشانوں کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور جس نے امن و آشتی کی تعلیم پھیلائی اور سچے اسلام کو دنیا میں ظاہر کیا اور پھیلایا۔ قیامت قریب ہے اور نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور آپ غفلت کے لحاف لپیٹے خراٹے لے رہے ہیں۔ بیدار ہو اور دیکھو کہ مہدی موعود آچکا۔ گھنٹوں کے بل بیٹھ کر دوڑ کر آؤ اور اسکے سلسلہ میں داخل ہو ٭

مولوی محمد احسن صاحب امروہوی اور حج ابدیں

"حضرت یوسف کو نبوت جزئی ہوئی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مرحمت ہوا

x x x x

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انتظام تمام ممالک دنیا کا قیامت تک تعلیم فرمایا گیا جو بعد آپ کی وفات بذریعہ خلفاء کے ہوا اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ اس چودھویں صدی میں بذریعہ مسیح موعود کے برنگ جمالی رافت اور رحمت کے ساتھ باامن و امان ہو رہا ہے"

(ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۵۹)

مندرجہ بالا اقتباس آپ کے ایک مضمون التبیان کا ہے اس میں آپ نے حضرت یوسف کی نبوت کو نبوت جزئی لکھا ہے۔ اب آپ مسیح موعود کو محدث کہتے ہیں۔ اور اب آپ قائم ہیں۔ کہ یہ میں نے اپنے عقائد کو تبدیل نہیں کیا۔ بلکہ ابتدا سے مسیح موعود کو محدث سمجھتا اور لکھتا رہا۔ اور انکی نبوت جزئی کا قائل رہا۔ اور نبوت جزئی اور محدث مرادف اور ہم معنے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو کیا حضرت یوسف کو صاحب نبوت جزئی کہنے سے آپ کی یہی مراد ہے۔ کہ وہ محدث یعنے غیر نبی تھے۔ بتلواو توجروا۔ المرء یؤخذ باقرارہ۔

"نہایت نامعقول حرکت"

پیامی مبلغ کی

میاں عبدالحی صاحب کو شدید ہے۔ جسکی وجہ سے وہ آریوں کے مقابل ہیں۔ پیغامیوں کے مایۂ ناز سمجھے جاتے ہیں۔ چند روز ہوئے یہ مبلغ ملک پور (قریب بدوملہی) مباحثہ کے لئے گیا۔ اور وہاں غیر احمدی کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ہمارے حافظ جمال احمد صاحب نے پوچھا کہ کیا مولوی محمد علی صاحب نے اب غیر احمدیوں کی اقتداء میں کھلم کھلا نماز ادا کرنے کی اجازت دیدی ہے جواب دیا۔ حسب عادت مذبذبین رہتے ہوئے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں۔ مگر جب غیر احمدیوں کے بلائے آئے۔ ان کا کھانا کھایا۔ ان کی طرف سے ہو کر مباحثہ کیا۔ تو نماز الگ پڑھنے میں مشکلات ہیں۔ اس لئے بمجبوری ایسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ تُنے اس ایمان پر اس کمزوری پر اس بزدلی پر۔ یہ لوگ اسلام کی اشاعت کرینگے۔ اور یہ ہیں وہ جنہیں دعوے ہے کہ عنقریب تمام دنیا پر چھا جائینگے۔

چکوال میں سُنّی شیعہ کا مُباحثہ

چکوال میں سُنّی و شیعہ کے درمیان ایک مباحثہ ہوا۔ جس کی نسبت اخبار ذوالفقار میں عجیب طور سے غلط فہمی پھیلائی جارہی ہے۔ اس لئے حقیقت حال کو واضح کرنے کے لئے ہم ایک اشتہار کا ضروری اقتباس پرچہ ہذا میں دیتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے مسیح موعودؑ کے علم کلام سے فائدہ اٹھایا۔ اور آیت وعداللہ الذین امنوا منکم کو خلافت کی دلیل میں پیش کیا۔ اگر وہ مولانا عبدالکریم کی طرز سے کام لیتے۔ تو حضرت علی کے ایمان کی بحث کا موقعہ ہی پیش نہ آتا۔ بہرحال دنیا دار اسے طوعاً و کرہاً آخر سلسلہ احمدیہ کے بغیر کسی میدان میں مظفر و منصور نہ ہو سکیں گے۔ (ایڈیٹر)

(۱) اہل چکوال بالخصوص اور اہل پنجاب بالعموم بذریعہ اسلامی اخبارات آگاہ ہو چکے ہیں کہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۸ء کو یہاں شیعہ سُنّی میں ایک مباحثہ ہوا تھا۔ جسمیں شیعوں کی بہت بڑی شکست ہوئی۔ اس واقعہ نے شیعی دنیا میں تہلکہ ڈال دیا۔ اور انہوں نے دوبارہ مناظرہ کی طرح ڈال کر اس کی تلافی کرنی چاہی ؛

(۲) شیعہ کی طرف سے ایک اشتہار بہ سرپرستی علامہ حائری اور دو سرا منجانب اراکین شیعہ شمن چکوال شایع ہوا۔ جسمیں لکھا گیا۔ کہ ۲۵ مارچ کو ہر دو فریق چکوال حاضر ہو کر شرائط وغیرہ کا تصفیہ کریں۔ اور اسکے بعد اسی روز سے مناظرہ شروع ہو سکیگا۔ ہمارے علمائے کرام نے نہایت فیاضی سے شیعہ کی اس دعوت کو قبول کیا۔ اور مولانا عبدالشکور صاحب مدیر انجم لکھنؤ کو بھی بلایا گیا۔ چنانچہ ۲۵ مارچ کو مولانا ممدوح اور جمیع فضلائے اہل سنت علاقہ چکوال میں پہونچ گئے۔ لیکن علامہ حائری صاحب تشریف نہ لائے۔ بلکہ دیگر چند معمولی شیعہ مولوی آئے۔ جنمیں مقابلہ کی تاب ہی نہ تھی۔ رؤسائے شیعہ نے دس روز کی اور مہلت مانگی۔ جو باوجود بے حد حرج کے منظور کی گئی۔ اور ۷ اپریل تاریخ مباحثہ مقرر ہوئی

(۳) شیعہ حضرات نے ہندوستان بھر میں تگ و دو کی لاہور۔ ملتان۔ کبھوہ۔ لکھنؤ تک اپیل کی گئی۔ مگر نہ علامہ حائری صاحب نے ہمت کی۔ نہ کسی دوسرے مجتہد نے۔ آخر کار مولوی محمد سجاد صاحب لکھنؤ سے لائے گئے۔ جو پہلے بھی حضرت مولانا مدیر انجم کے مقابلہ میں ذلت کے ساتھ شکست اٹھا چکے تھے یہ صاحب علمی لیاقت کے علاوہ اپنی وضع اور صورت کے لحاظ سے بھی نرالے تھے۔ آپ کی ڈاڑھی صفاچٹ تھی۔ حالانکہ ان کی معتبر کتاب اصول کافی میں ڈاڑھی چٹ کرنے والے اور مونچھ بڑھانے والے کو جہنمی مردان کہا گیا ہے۔ لہذا مولوی محمد سجاد صاحب جیسے مقتدر اصحاب کو اس لشکر کا کمانیر کہنا بے جا نہوگا

(۴) ۷ اپریل کو چکوال میں بمقام پڑاؤ مباحثہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد چھ ہزار سے اوپر تھی۔ مناظرہ ۱۰ بجے صبح سے ۴ بجے شام تک رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت فاضل لکھنوی کے زبردست دلائل نے شیعہ مولوی کو عاجز و مبہوت کر دیا۔ وہ کچھ جواب نہ دے سکے وہ باوجودیکہ گلا پھاڑ پھاڑ چلاتے اور شور کرتے تھے لیکن قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے تھے۔ جو عربی عبارت پڑھتے۔ از سر تا پا غلط ہوتی اور کہتے کہ کتاب میں زیر و زبر نہیں لکھے ہیں۔ مگر قرآن شریف کی آیتیں بھی غلط پڑھتے تھے۔ حالانکہ اس میں زیر و زبر بھی تھے۔ کتابوں کا حوالہ غلط دیتے تھے۔ جن کو کتابیں نہ دکھا سکتے تھے۔ بعض کتابوں میں اور ایک جگہ قرآن مجید میں ایک نا تمام فقرہ پڑھ کر آگے کی عبارت جو ان کے خلاف ہوتی تھی۔ باوجود ہچکچانے کے نہ پڑھتے تھے۔ اس خیانت کے کھل جانے پر ایسی ذلت ان کو ہوئی۔ کہ خدا کی پناہ۔ اہل مجلس کو ثابت ہو گیا۔ کہ شیعہ مولوی سُنّی فاضل کے مقابلہ کے لایق ہرگز ہرگز نہ تھے۔

(۵) اس مناظرہ میں تین چار باتیں ایسی ظاہر ہوئیں۔ کہ مسلم و غیر مسلم سب کے ذہن نشین ہو گئیں ؛

(ا) شیعہ صاحبان نے اپنی تحریر میں اولاً حضرت علی اور باقی ائمہ کی امامت کا ثبوت اپنے ذمہ لکھا تھا مگر انہوں نے اس سے گریز کی۔ اور باوجود اصرار کے آخر وقت تک اس کے متعلق ایک حرف بھی نہ لکھا۔

(ب) اہل سنت کی طرف سے حضرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے مومن کامل اور خلیفہ برحق ہونے کا ثبوت آیات قرآنی اور شیعہ کی مستند کتب نہج البلاغہ۔ کافی کلینی۔ احتجاج وغیرہ سے دیا گیا۔ اور دکھایا گیا کہ اگر حضرات ممدوحین کے مومن کامل یا خلیفہ برحق ہونے سے انکار کیا جائے۔ تو ان آیات کے سچے ہونے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ مگر شیعوں نے نہ تو آیات قرآنی کا کچھ جواب دیا۔ اور نہ اپنی معتبر کتب کے حوالوں کی بابت کوئی حرف زبان سے نکالا۔

(ج) شیعہ مولوی نے خارج از بحث باتیں بیان کرنے کو اور فضول گوئیوں کو اپنی سپر بنایا تھا۔ اور اس طرح اصل بحث کو خبط کرنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر بدقسمتی سے وہ پیران کے کام نہ آئی۔ اور ان کی کوشش نہ چلی ؛

(د) شیعہ مولوی صاحب باوجود پے در پے مطالبہ کے حضرت علی مرتضیٰ کا ایمان اپنے مذہب کے مطابق نہ ثابت کر سکے ؛

(ہ) تمام حاضرین جلسہ حتیٰ کہ غیر مسلم اصحاب نے بھی اہلسنت کی فتح عظیم اور شیعوں کی شکست فاش مجلس میں برملا محسوس کی۔ اور بتقاضائے انصاف و دیانت چند معزز ہندو گریجوایٹ صاحبان نے جو مباحثہ میں موجود تھے اور ان میں ایک صاحب پہلے مباحثہ میں اور اس مباحثہ کے آخر وقت میں میر مجلس بھی رہے۔ نیز احمدی جماعت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سربرآوردہ ممبروں نے اپنی دستخطی تحریریں ہمیں عنایت فرمائیں جو بجنسہ درج ذیل ہیں۔

"جو کچھ نتیجہ کل کی بحث سے ہم لوگ نکال سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب اہل سنت کمال درجہ کے عالم اور فاضل ہیں۔ اور علمیت میں مولوی صاحب شیعہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ عربی الفاظ غلط بولکہ دوسری جانب سے روکے جانے پر خود اپنی غلطی تسلیم کر لیتے تھے۔ کتاب کشاف کا حوالہ شیعہ مولوی صاحب نے غلط بیان کر کے اس غلطی کو تسلیم کر لیا تھا۔ البتہ تقریر مولوی صاحب شیعہ کی تیز و طرار رہی۔ ۸۔ اپریل ۱۹۱۸ء۔ بابو رام لبھایا ایل ایل بی۔ پلیڈر پریسیڈنٹ آریہ سماج (دستخط انگریزی) بابو نانک چند ایل ایل بی پلیڈر۔ (دستخط انگریزی) لالہ گوردت مل بی اے ایل ایل بی پلیڈر۔ (دستخط انگریزی) بھائی نتھا سنگھ پلیڈر (دستخط انگریزی) لالہ جوالا شاہ کرسی نشین و شاہوکار چکوال۔ (دستخط انگریزی)

جو مناظرہ مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو مابین سنی و شیعہ صاحبان بمقام چکوال ہوا۔ اس کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ سنیوں کے مناظر مولوی محمد عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم نے جو استدلال قرآنی ثبوت خلافت حقہ حضرات اصحاب ثلاثہ مناظرہ میں پیش کئے۔ ان میں سے ایک کا بھی مدلل جواب قرآن مجید سے شیعہ مناظر نے پیش نہیں کیا صرف روایات پیش کر کے اپنا وقت پورا کر گئے ہم اس بات کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتے کہ سنیوں کے مناظر مولوی عبدالشکور صاحب بمقابلہ شیعہ مناظر ایک باعلم اور مہذب مناظر ثابت ہوئے۔ کیونکہ شیعہ مناظر نہ تو اپنی پیش کردہ قرآنی آیات کو اور نہ ہی دوسری کتب کی عبارت کو صحیح پڑھ سکے۔

راقم مولوی نور محمد سکرٹری انجمن احمدیہ چکوال غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ ساکن چکوال۔ حافظ امام الدین احمدی۔ حافظ محمد امین احمدی۔ فضل کریم احمدی شمس الدین احمدی"

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جوابات

نمبر (۲)

سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق ۱۸/۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء

یہ جوابات ہمارے مکرم مولوی عبداللہ صاحب ساکن بھینی ضلع لاہور نے لکھے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۳ - انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون - تیرا یہ مرتبہ ہے۔ کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے۔ اور صرف اسی قدر کہدے کہ ہو وہ ہو جائیگی ؛

جواب - رسالہ حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات محقہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۸۱ پر ایک الہام اس طرح لکھا ہے - انہ قوی عزیز - وانہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون - انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون - اللہ تعالےٰ بے شک زبردست غالب ہے۔ وہ بے شک اپنے امر پر غالب ہے۔ ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس کا امر یہی ہے۔ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ اسکو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔ یہ الہام محکمات سے ہے اسپر کوئی مسلم اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی محکم آیات کے مطابق ہے۔ مخالف نہیں۔ ہاں یہ الہام جسپر سوال کیا گیا ہے۔ اخبار الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۲ پر اسطرح درج ہے۔ حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جسپر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپر منٹ۔

۲- انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون - یعنے جب آپ بیمار ہو گئے۔ تو کشفی رنگ میں آپ کو دوائی دکھلائی گئی۔ اور الہام میں آپ کو فرمایا گیا۔ بے شک تیرا امر یہی ہے۔ کہ جب اس بیماری سے شفایاب ہونے کا ارادہ کرے۔ تو تو اپنے نفس کو (اللہ تعالےٰ کے امر سے) کہدے کہ شفایاب ہو جا۔ وہ شفایاب ہو جاویگی۔ انتہی بتلاؤ اس میں کونسا شرک ہے۔ اور اس کو محکم الہامات کی طرف پھیر کر اسکے معنے محکم کے تابع کیوں نہیں کئے جاتے۔ جیسا کہ لکھا گیا۔ نیز یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ملہم کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اور جو ملہم لوگ اپنی ہستی سے کھوئے جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ اسوقت ان کا وجود کالعدم ہو کر اللہ تعالےٰ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے کان آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہا اللہ تعالےٰ کے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ وہ نہیں کہتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ہی کہتا ہے۔ دیکھو آیت کریمہ فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى - سورہ انفال پ ۹ رکوع ۱۶۔ یعنے جنگ بدر میں تم نے (اے صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم) ان کو (یعنے کفار مشرکین مکہ کو) قتل نہیں کیا۔ ولیکن اللہ تعالےٰ نے ہی ان کو قتل کیا۔ اور تو نے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ مشت خاک کفار کی طرف نہیں پھینکی تھی۔ ولیکن اللہ تعالےٰ نے ہی پھینکی تھی۔ دیکھو یہاں کفار کے قتل کو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام نے قتل کیا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف مشت خاک پھینکنے کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔ حالانکہ وہ مشت خاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے پھینکی تھی۔ یہ کیوں؟ اسلئے کہ ان کے ہاتھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہو گئے تھے۔ مجازاً۔ ایسا ہی آیت کریمہ ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم الآیہ سورہ فتح پ ۲۶ رکوع ۶۔ یعنے جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا۔ حالانکہ بیعت کے وقت آنحضرت ہی لوگوں کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے تھے۔ ایسا ہی آیت کریمہ قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعاً انه هو الغفور الرحيم سورہ زمر پ ۲۴۔ رکوع ۵ یعنے تو کہدے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تعالےٰ (تمہارے) سب گناہ بخشدے گا۔ کیونکہ وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ یہاں گنہگاروں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بندے فرمایا گیا ہے نہ اپنے۔ باوجودیکہ آپ عبد و رسول تھے۔ یا عبادی کی یے متکلم اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب بظاہر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ من رحمۃ اللہ اور ان اللہ کے الفاظ غائب اسکے خلاف ہیں ان آیات پر کبھی کسی نے اعتراض شرک فی الذات والصفات کا نہیں کیا۔ ہاں ایک آریہ نے اپنے رسالہ میں ان آیات کو پیش کر کے نادانی سے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے الوہیت ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر عارف لوگ ان کی اصل حقیقت کو جانتے پہچانتے اور معترضین کے اعتراضات کو رد کرتے ہیں۔ یہاں جواب سوال ۳ پورا ہو گیا ؛

اب ہم مزید تحقیقات کے لئے یہاں ایک دو مقالے فتوح الغیب مولفہ حضرت شیخ محبوب سبحانی عالم ربانی عبدالقادر جیلانی نقل کئے بغیر نہیں رہتے۔ فرمایا حضرت غوث ربانی نے مقالہ چھٹے میں۔

"تو خلق سے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ساتھ فنا ہو جا اور اپنی نفسانی خواہش سے اللہ تعالےٰ کے امر کے ساتھ۔ اور اپنے ارادہ سے اللہ تعالےٰ کے فعل کے ساتھ۔ پس اسوقت تو اس قابل ہو جاویگا کہ تو اللہ تعالیٰ کے علم کا برتن بنجاوے۔ یعنے تجھ کو علم لدنی حاصل ہو جاوے۔ پھر تیری خلق سے فنا کی علامت یہ ہو گی کہ تو ان سے کاٹا جاویگا۔ اور آمد و رفت ان کی طرف کم کر دیگا۔ اور ان کے مالوں سے جو ان کے ہاتھوں میں ہیں۔ ناامید ہو جائیگا۔ اور علامت حرص و ہوا نفس سے فنا ہونے تیرے کی یہ ہو گی کہ تکلف سے کسب نہ کریگا۔ اور سببوں کو کھینچنے نفع اور دفع ضرر میں ترک کر دیگا۔ پس تو اپنے نفع و زیان میں اپنے نفس کی تدبیر کے ساتھ حرکت نہیں کریگا۔ اور نہ تو اپنے لئے تجویز کریگا۔ اور نہ تو اپنے نفس سے ضرر کو دور کریگا۔ اور نہ نفس کی واسطے نفع کے مدد کریگا بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے حوالہ کر دیگا۔ کیونکہ وہی اول و آخر مولیٰ ہے۔ جسطرح تیری حالت عدم و غیر خوارگی میں تھی۔ اور علامت فنا تیرے کی ارادہ اپنے سے ساتھ فعل اللہ کے یہ ہے۔ کہ تیرا کوئی ارادہ حصول مراد کے لئے اور کوئی غرض اور کوئی حاجت اور مقصود باقی نہ رہ جاوے۔ کیونکہ تو اس وقت ارادہ اللہ تعالےٰ کے سوا کچھ نہ چاہیگا بلکہ اللہ تعالےٰ تجھ میں اپنا فعل جاری کرے گا پس تو اسوقت خود ارادہ اللہ تعالےٰ کا اور اس کا فعل بن جاویگا۔ تیرے جوارح ساکن تیرا دل مطمئن۔ تیرا سینہ منشرح۔ تیرا منہ منور۔ تیرا تکم آباد ہو جاوینگے تو سب چیزوں سے بے پرواہ ہو کر اپنے خالق کا بن جاویگا۔ قدرت کا ہاتھ تجھ کو پھیرتا رہے گا اور ازل کی زبان تجھ کو بولائیگی۔ یعنے وحی و الہام الٰہی اور ملک کا رب تجھ کو علم لدنی تعلیم دیگا۔ اور اپنے انوار کے حلے تجھ کو پہنائے گا۔ یعنے علم مکاشفہ عطا فرمائے گا۔ اور تجھ کو علمائے سلف کی منازل میں اتارے گا۔ پس تو اسوقت حالت فنا میں ہو جائیگا۔ اس وقت تجھ میں کوئی نفسانی خواہش اور ارادہ ثابت نہیں رہ جائیگا۔ جیسا کہ برتن ٹوٹے میں پانی اور کثافت نہیں ٹھہرتی۔ پھر تو اخلاق بشریہ سے دور ہو جائیگا۔ اس وقت تیرا باطن اللہ تعالےٰ کے ارادہ کے سوا کچھ نہیں قبول کرے گا۔ فحینئذ

یضاف الیک التکوین و خرق العادات۔

یعنے جب تو اپنی خودی سے فنا ہو گیا اور تجھ میں سوائے فعل و ارادہ اللہ تعالےٰ کے نہ رہ گیا تو اسوقت تیری طرف تکوین یعنے کائنات کو پیدا کرنا اور خارق عادات کام تیری طرف منسوب کئے جائینگے۔ کہ یہ چیز تو نے پیدا کی۔ اور تجھ سے خرق عادت کام ہوا (یعنے کن فیکون کی نسبت تیری طرف مجازاً ہو جاویگی۔ جس طرح کشف مسیح موعود میں تکوین نئے نظام اور نئے آسمان اور نئی زمین کی مجازاً ہو گئی) پس یہ تکوین و خرق عادات ظاہر عقل و حکم میں تجھ سے نظر آئیگا۔ (اگرچہ باطن و نفس الامر میں یہ فعل پروردگار کا ہے۔ کیونکہ معجزہ و کرامت فعل اللہ تعالےٰ کا ہے۔ جو بندہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے بندہ کا فعل نہیں) پس تو اسوقت زمرۂ فانیان و شکستہ دلاں میں داخل ہو جائے گا۔ جنکے ارادے بشریہ ٹوٹ گئے۔ اور شہوات طبعیہ دور ہو گئیں۔ اور ان کے واسطے از سر نو وجود حقانی و ارادہ ربانی ہو گیا (یعنے ان کا ارادہ اللہ تعالےٰ ہی کا ارادہ ہوتا ہے کہ مقام بی یبصر و بی یسمع کا ہے) اور ان میں خواہشات روزمرہ پیدا کی جاتی ہیں (جو حکم کل یوم هو فی شأن اللہ تعالےٰ ان میں پیدا کرتا ہے) جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ محبوب کی گئیں طرف میری (ساتھ ارادہ حق کے نہ ساتھ خواہش نفس کے) دنیا تمہاری سے تین چیزیں۔ ایک خوشبوئی دوم۔ عورتیں۔ سوم کی گئی ٹھنڈک آنکھ میری کی نماز میں اس حدیث میں محبت خوشبوئی اور زنان کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی گئی پیچھے اسکے کہ یہ محبت آپ سے نکلکر دور چلی گئی تھی۔ یقیناً جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ پھر غوث پاک فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے[1]۔ میں نزدیک ان لوگوں کے رہتا ہوں جن کے دل میری خاطر شکستہ اور فانی ہو چکے ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ تیرے پاس نہیں ہو گا۔ جب تک تو اپنی تمام خواہش و ارادوں سے ٹوٹ نہ جاوے۔ پھر جب تو ٹوٹ گیا۔ اور کچھ شے تجھ میں ثابت نہ رہی۔ اور تو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی شے کا صلاحیت دار نہ رہا تب تجھ کو اللہ تعالےٰ ایک نئی پیدائش دیدیتا ہے واسطے معرفت اور اظہار تجلیات اپنی کے[2]

---

[1] قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

[2] قال اللہ انا عند المنکسرۃ قلوبھم من اجلی ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلبراں آئینہ سازند از برائے خویش خاص
تا تماشائے جمال خود در آنجا مے کنند

پس پیدا کرتا ہے تجھ میں اللہ تعالےٰ اپنی طرف سے) ارادہ پھر تو اس ارادہ کے ساتھ ارادہ کرتا ہے۔ پس جب یہ ارادہ اور نئی پیدائش تجھ میں پائی جاوے۔ تو رب تعالےٰ اس کو تیرے وجود کے لئے جو اس میں ہے توڑ دیگا پس تو ہمیشہ شکستہ دل و فانی ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالےٰ ہمیشہ تجھ میں نیا ارادہ پیدا کرتا رہے گا۔ پھر اس کو دور کرتا رہے گا۔ نزدیک وجود تیرے کے اس میں۔ جیسا کہ غوث پاک نے ایک دن جامۂ نفیس پہنا اور کسی نے اس پر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ھذا کفن المیت اجمل و ھذا بعد الدمۃ یعنے یہ میت کا کفن ہے۔ اور کفن میت کا بہت خوبصورت ہوا کرتا ہے اور یہ بعد ہزار موت کے ملتا ہے ؎

یکبارہ میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا
ہزار بار بمیرد و صد ہزاراں بار
ہنوز مردہ نہ آمدے ز تو باقی ست

غوث اعظم فرماتے ہیں۔ اسی طرح تو ہر بار اپنے پر موت وارد کریگا۔ یہاں تک کہ تو شت اپنی مدت کو پہونچ جاویگی پھر تجھکو لقاء الٰہی نصیب ہو جاویگا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔ عمل صالح یہی فنا ہے۔ کہ تو میں اپنے وجود کی ملونی نہ رہنے دے یہی معنے ہیں۔ حدیث قدسی انا عند المنکسرۃ قلوبھم من اجلی کے ؎

تا در تو ہست ہستی باقی ہست
میداں یقین کہ بت پرستی باقیست
گفتی بت بپندار شکستم رستم
ایں بت کہ تو پنداری شکستی باقیست

پھر حضرت مجدد بجائی مقام فنا میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ ہمیشہ میرا مومن بندہ کہ نزدیکی میری اطاعت سابقہ و نافل عبادت و زیادت خیرات کے ڈھونڈتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ جب دوست رکھتا ہوں اسکو تو میں اسکے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جسکے ساتھ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ جس کے ساتھ چلتا ہے اور ایک حدیث میں ہے۔ پس ساتھ میرے سنتا ہے اور ساتھ میرے دیکھتا ہے۔ اور ساتھ میرے پکڑتا ہے۔ اور ساتھ میرے عقل و ادراک کرتا ہے ؎

بی یسمع بی یبصر بی یبطش بی یعشی
سر لیست غارض تدریہ ولا تعشی

اور یہ حالت فنا کی ہے نہ غیر فنا جس سے وہ فانی ہو کر ارادہ الٰہی کی جگہ ہو جاتا ہے ؎

رفت او زمیاں ہمی خدا ماند و خدا
الفقر ذاتہ ھو اللہ ایں است
؎ کے بود زاہد ماندہ
من و تو رفتہ و خدا ماندہ

پھر حضرت غوث پاک فرماتے ہیں۔ پس جب تو اپنے سے اور خلقت سے فنا ہو گیا۔ اور خلقت نہیں۔ مگر نیک و بد۔ اور ایسا ہی تو بھی نیک ہے یا برا۔ پس تو ان سے نیکی کی امید نہ رکھ۔ اور نہ ان کے شر سے ڈر۔ اب اللہ تعالےٰ وحدہٗ ہی نظر شہود میں باقی رہے گا۔ جیسا پیدائش خلق سے پہلے تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی ہی تقدیر میں خیر اور شر ہے۔ پس وہی تجھ کو اپنے شر سے بچائیگا اور وہی تجھ کو اپنے دریا خیر میں غرق کرے گا۔ پس تو ہر خیر کا برتن اور ہر نعمت و خوشی و آراستگی و نور و روشنی و امن و سکون کا منبع بن جائے گا۔ یہی فنا سالکان طریقت کی آرزو و مطلوب و منتہیٰ و مقصود جائے درود ہے۔ جسکی طرف اولیاء و دوستان خدا کا سیر و سلوک منتہی ہوتا ہے ؎

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور یہی فنا استقامت ہے۔ جس کو پہلے اولیاء ابدال علیہم السلام طلب کرتے تھے۔ اور استقامت یہ ہے کہ وہ اپنے ارادہ سے فنا ہو جاویں۔ اور ارادہ حق عزوجل کے ساتھ اپنے ارادہ کو تبدیل کر دیں۔ پھر ارادہ حق کے ساتھ ہی ہمیشہ وفات تک ارادہ کرتے رہیں۔ اسی لئے ان کا نام ابدال رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے ارادوں کو اللہ تعالےٰ کے ارادوں کے ساتھ بدل دیا ہے۔ دنیا ایسے لوگوں سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ اگر ایک ان میں سے رخصت ہو گیا تو دوسرا اس کی جگہ تبدیل ہو جاتا ہے۔

پھر حضرت مقالہ سولھویں میں فرماتے ہیں۔ پھر جب تیرا علم و یقین و نور دل و شرح صدر قوی ہو جائیگا تو تیرا قرب و سکان و امانت و اہلیت واسطے نگاہ رکھنے اسرار کے زیادہ ہو جائینگے۔ پھر تجھ کو آنے سے پہلے تیرے راست و اجلال و فضل و منت و ہدایت اپنی طرف سے کریگا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا و کانوا بآیاتنا یوقنون۔ وقال تعالےٰ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ وقال تعالےٰ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔

پھر فرمایا غوث الاعظم نے ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح الذی لا غبار علیہ واللہ کلات اللاحۃ کالشمس المنیرۃ وکلاً لذینک الذین کل لذیذ والتمام صدق من غیر تلبس مصفی من ھوا جس النفس ووساوس الشیطان اللعین۔ یعنے پھر پھیرا جاویگا۔ اور پھیرا کیا جاوے گا تجھ پر مہمت کرنا۔ اور پیدا کرنا کائنات کا (تکوین سے ہے کن فیکون) پس ہست اور تصرف کرے گا تو (بیچ کاٹنے کے) ساتھ اذن حق صریح کے۔ جسپر کوئی غبار نہ ہوگا۔ اور ساتھ دلائلوں روشن کے مانند سورج روشن کی۔ اور ساتھ کلام لذت والی کے جو ہر لذت دار اشیاء سے بہت لذیذ ہوگی یعنے وحی و الہام اور ساتھ الہام راست کے سوا التباس کے جو خواطر نفس اور وساوس شیطان لعین سے صاف اور روشن ہوگا

پھر غوث اعظم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا ہے۔ یا ابن آدم انا اللہ لا الٰہ الا انا اقول للشیٔ کن فیکون اطعنی اجعلک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقول للشی وکن فیکون وقد فعل ذلک بکثیرین من انبیائہ وخواصہ من بنی آدم۔ یعنے اے بیٹے آدم کے میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں جس شے کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تو ہی میرا کلمہ الہام ہے۔ میں تجھ کو بھی ویسا ہی کر دوں گا۔ جس چیز کو تو کہیگا ہو جا وہ ہو جاویگی اور تحقیق اللہ تعالےٰ نے ایسا فعل اپنے بہت سے نبیوں اور خواص بنی آدم کے ساتھ کیا ہے۔ جنھوں نے اپنی تمام حرص و ارادت سے فانی ہو کر اور فعل حق کے ساتھ اثر بقا کا پا کر ساتھ تصریف اور قدرت اسکے متصرف کائنات میں ہوئے۔ انتہیٰ۔

اب دیکھ اے تعصب سے بھرے ہوئے معترض اگرچہ تو اپنے وجود کو اسی پیر کی بخشش کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اپنے پیر کی مقالات حسنہ کی طرف دھیان نہ کیا۔ جس قنا نظری سے وہ اہل تکوین سے ہو گئے تھے۔ اور کن فیکون کی نسبت ان کی طرف ہو گئی نہی اسی سے حضرت مسیح موعود کے کشف میں بھی تکوین کی نسبت آپ کی طرف ہو گئی تھی۔ محل اعتراض بنا کر ان پر فتوے کفر لگایا۔ اور مشرک فی الذات والصفات قرار دیا۔ اب بتلا کہ حضرت غوث پاک کو ایسے کلمات کے لکھنے اور کہنے سے کیا کچھ کہیگا۔ یا اس کی تاویل کر کے استعارہ و مجاز کی طرف لے جائیگا۔ فما ھو جوابک فھو جوابنا۔ یہاں جواب سوال سوم ختم کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ؛

تذکرۃ المہدی

حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کے بیس سالہ حالات چشم دید اور بڑے بڑے ابتدائی مباحثات کے صحیح و دلچسپ واقعات اور عجیب و غریب مناظرات اخی المعظم حضرت پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی ہانسوی احمدی کے مرتب کردہ جو آپ نے بیس سال شبانہ روز حضوری مہدی علیہ السلام میں رہ کر مشاہدہ کئے۔ اور حضور کی زبان مبارک سے اس کتاب میں جمع کر دئے ہیں جسکی اشاعت کا فخر فاکسار خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق کو حاصل ہوا ہے الحمد للہ علی ذالک

کیا مکتی دائمی ہے؟

نوشتہ ہمائشہ فضل حسین صاحب دووان ہمبر قادیان

اخبار درشنانند آریہ سماج کا ایک نیا اخبار ہے جو سوامی درشنانند جی کی یادگار میں جاری کیا گیا ہے۔ خواہش تھی کہ اس اخبار کو دیکھیں۔ ایک آریہ دوست نے ازراہ مہربانی اس کا ایک پرچہ دکھلایا۔ جب پڑھا تو بزیر سرخی "سنکا سماد ہان" کے کسی نمائندہ کے (جو لدھیانہ کے رہنے والے ہیں) دو اعتراضوں کا جواب ایڈیٹر "درشنانند" کی طرف سے نظر آیا۔ لدھیانہ سوا کسی آریہ نے تو اپنی تسلی کے لئے اعتراض کئے تھے مگر جواب ایسے نہیں کہ کسی کی تسلی کا باعث ہو سکیں ہم ذیل میں ہر دو سوالات کو اور ان کے جواب کو جو ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے۔ مختصر الفاظ میں نقل کئے دیتے ہیں۔ اس کے بعد اُن ہر دو سوالات کا جواب اپنی جی کی ہی کتب کی رُو سے ہم دینگے۔ اپنی طرف سے کچھ نہ لکھیں گے۔

سوال ملا دھرماتما پرش (نیک آدمی) نے مکت ہونیوالے کرم کئے ہوں۔ تو پھر مکت ہو کر کہاں جاتا ہے۔ اور وہاں کیا کرتا ہے۔ جو پھر بندھن میں آتا ہے"

ایڈیٹر صاحب کا جواب ملا

جس دھرم آتما نے گیان حاصل کر کے نجات حاصل کی۔ وہ برہم لوک (مکتی خانہ) میں چلا جاتا ہے۔ نجات حاصل کرنے کے بعد وہاں اور گیان کی ترقی نہ ہونے اور ابھیاس چھوٹ جانے سے گیان میں کمی واقع ہونی شروع ہوئی۔ جب جیو ویدک گیان سے ہٹ کر اصلی اپنے الپ گیان کی حالت کو پہونچ گیا تو پھر اس کو اور ضرورت ہوئی کہ دوبارہ گیان کو حاصل کیا جائے۔ تاکہ پھر مکتی میں آنند بھوگ سکے۔ کیونکہ شاستر کاروں نے کہا ہے کہ بغیر گیان (معرفت الٰہی) کے نجات نہیں۔ گیان سے ہی نجات ملتی ہے۔ اسلئے مکتی (نجات) کے کچھ بھوگنے کو گیان کی ضرورت ہے .. .. .. اگر تو آدمی جسم انسانی پا کر گیان حاصل کرتے۔ تو پھر مکتی پا گیا۔ اور اگر اگر اس سنسار میں پھنس گیا۔ تو جنم مرن کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ مکتی سے محروم رہ جاتا ہے۔ .. .. (یہ امر تو لابدی ہے۔ اوّل تو مکتی ہی جو دیدیش کرتا ہے۔ محال ہے اگر بفرض محال حاصل بھی کرے۔ تو دوبارہ بصد حسرت و غم لوٹنا پڑتا ہے۔ اور آکر بلی۔ کتا۔ بندر۔ حیوان چرند پرند کی جونوں کی سیر کرنی پڑتی ہے۔ کہیں عورت بن رہا ہے۔ تو کہیں مرد کہیں باپ بن رہا ہے۔ تو کہیں بیٹا کہیں والدہ کا جنم لے رہا ہے تو کہیں بیٹے کا اس سے تو چھٹکارا ہی امر محال ہے۔

معزز ناظرین! آپنے سائل کا سوال بھی اور عجیب یعنے ایڈیٹر صاحب "درشنانند" کے جواب کو بھی ملاحظہ کیا۔ کیا اس جواب سے سائل کی تسلی و تشفی ہو گئی ہوگی ہرگز نہیں ؛

سوال نہایت وزن دار اور معقول ہیں۔ مگر جواب نہایت بودا اور کمزور ہے۔ اگر مکتی سے لوٹنے کی وجہ گیان کی کمی ہے۔ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے تو یہ بات سراسر لغو ہے۔ چنانچہ ہم سائل کے اس سوال کا جواب سوامی دیانند صاحب کی کتب کی رُو سے ہی دیتے ہیں۔ اگر سائل کی تسلی "درشنانند" کے ذریعہ نہیں ہوئی۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ "فاروق" کے ذریعہ ضرور تسلی حاصل کر سکیگا۔

سوامی دیانند جی رگوید بھاش بھومکا میں مکتی حاصل کرنے کا ذریعہ بتلاتے ہیں۔

"جب انسان اپاسنا (عبادت) کے ذریعہ سے پرمیشور کو پا کر تمام عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تب ہی وہ موکش (نجات) کو نصیب ہوتا ہے"

بھومکا صد ۱۱۲

اس عبارت سے کیا پتہ چلا۔ یہی کہ عبادت الٰہی ہی ایک ایسی شے ہے۔ جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے اور کامل معرفت کا ہی دوسرا نام نجات یا مکتی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب نے جو یہ لکھا کہ مکتی میں گیان کی ترقی نہ ہونے سے الٹی کمی شروع ہو جاتی ہے۔ اسلئے جیو کو وہاں سے نکلنا پڑتا ہے۔ یہ قول کہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک صحیح ہے۔ سوامی جی بھاش بھومکا میں لکھتے ہیں

"وکمتی پائے ہوئے جیو برہم لوک یعنے پرمیشور کو پاکر اس کی عبادت کرتے ہوئے اُسی کے سہارے رہتے ہیں۔ اور جس مقام پر چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ ان کے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں۔ اور وہ کسی بات میں ناکام نہیں رہتے۔" بھومکا اردو مترجمہ نونہال سنگھ صـ۱۱۳

اس محولہ بالا عبارت سے معلوم ہو گیا کہ جیو مکتی کی حالت میں بھی اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں (یہی اسلامی عقیدہ ہے)

پس جب عبادت کا نتیجہ مکتی ملتا ہے (جیسا کہ ہم اوپر بتلا آئے ہیں) تو مکتی میں جو جیو عبادت کرے گا ضرور اس کا گیان بڑھے گا۔ اس سے نتیجہ کیا نکلا۔ یہی کہ جیو جوں جوں عبادت کرتا جائیگا۔ مکتی کی میعاد بڑھتی جائیگی عبادت غیر محدود جس کا نتیجہ لازمی مکتی کا آنند بھی غیر محدود پس ثابت ہو گیا کہ نجات غیر محدود ہے محدود نہیں۔

ایڈیٹر صاحب نے جو لکھا تھا کہ گیان کی کمی ہوتی ہے اسلئے نجات کی میعاد میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔ مگر سوامی جی کی اس عبارت نے اس بات کو توڑ دیا۔ اور اس سے یہی ثابت ہوا۔ کہ مکتی میں گیان کم نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھتا ہے۔ پس جب گیان بڑھتا ہے۔ تو مکتی بھی بڑھیگی۔ کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ گیان تو ترقی کرے۔ اور مکتی کی میعاد میں کمی واقع ہو۔ ہرگز نہیں۔ اب ہم ایک دو نقلی حوالے بھی درج ذیل کرتے ہیں۔ جن سے مکتی میعادی کی تردید ہوتی ہے۔

"وہی (خدا) ہماری سب مرادوں کو پورا کرنیوالا اور تمام لوگوں دنیاؤں کو جاننے والا ہے۔ عالم موکش (نجات) پاکر ہمیشہ اس میں آنند پاتے ہیں۔ اور تیسرے اوہام یعنے خالص استو (نور علم) سے منور ہو کر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتے ہیں۔" ۱۱۵

بحوالہ یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۱۰ منقول بھومکا

دوسرا حوالہ۔ "واضح ہو کہ مکتی کی تعریف یہ ہے۔ کہ ایشور کی طرف جیو جڑ جاتا ہے۔ جڑنے سے بڑی آسانی سے خوشی اور رنج دور ہو کر ہمیشہ کے آنند کی حالت حاصل ہوتی ہے۔"

ایڈیشن سنجری صـ۶۷ و ۶۸

اور بھی کئی ایک حوالے ہمیشہ کی نجات کے متعلق موجود ہیں۔ مگر بخوف طوالت مضمون ان ہر دو مندرجہ بالا حوالجات پر ہی اکتفا کی جاتی ہے۔

دوسرے سوال کے جواب میں ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔ "برکھش (درخت) کو (جیو کا) شریر ماننے والا ابھمانی یہ کوئی چیز نہیں۔ اس لئے کسی جیو کا شریر (جسم) نہیں"

سائل کے سوال میں ایک یہ بھی بات تھی کہ رُوح تناسخ کی رُو سے نباتات وغیرہ میں بھی جاتی ہے۔ تو اسکے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ ایسا ماننا ابھمانی کا کام ہے۔ نباتات وغیرہ درختوں میں رُوح نہیں جاتی ؛

اسپر زیادہ لکھنا ہم فضول سمجھتے ہیں۔ صرف ایڈیٹر صاحب کی اس بات کی تردید کے لئے۔ سوامی دیانند جی کا ایک ہی قول پیش کر دیتے ہیں۔ ناظرین خود فیصلہ کر لینگے۔ کہ ایڈیٹر صاحب کا قول صحیح ہے کہ "رُوح درختوں میں نہیں جاتی" یا سوامی جی کا جو اس کے عین خلاف ہے۔

دیکھئے ستیارتھ پرکاش صـ۲۸۹

"جو شخص بذریعہ جسم کے چوری۔ دوسرے کی عورت سے صحبت۔ نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرتا ہے اس کا جنم درخت وغیرہ نہ چلنے والے جسموں میں ہوتا ہے۔"

دیکھئے درخت میں تناسخ کی وجہ سے رُوح کا ہونا سوامی جی مان رہے ہیں۔ اس قول کے آگے ایڈیٹر صاحب کے جواب کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

اب آخر میں مہاشہ ماہنورام لدھانہ نوسی سے ہمارا خطاب ہے۔ کہ مہاشہ صاحب آپ کے سوالات کا جواب ایڈیٹر صاحب اخبار درشنا تتم ہرگز نہیں دے سکے۔ اور ہم نے سوامی جی کی کتب سے آپ کے سوالات کا جواب مدلل دے دیا۔ اب اگر کوئی دل میں شکائیں (اعتراض) پیدا ہوں۔ تو ہمیں یاد کرلیا کریں۔ بتوفیق ایزدی آپ کی کامل تسلی کر دی جایا کریگی۔ آپ کسی دوسرے آریہ ایڈیٹر کو تکلیف میں نہ ڈالا کریں ؛

جوتا پہنکر نماز پڑھنا جائز ہے

ابن عدی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جوتے کو زینت نماز فرمایا ہے۔ اور اسے پہنکر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ کما ردی[۱] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم[۲] خذوا زینتکم الصلوٰۃ قال وما زینۃ الصلوٰۃ قال الیس نعالکم فصلوا فیہا۔

عقیلی اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ قال[۱] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ عز وجل خذوا زینتکم عند کل مسجد اے صلوا فی نعالکم۔ ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ما اکرمکم اللہ بہ ھذہ الامۃ لیس نعالھم فی صلوتھم کہ منجملہ ان باتوں کے جو خدا نے اس اُمت کی بزرگی کے دی ہیں۔ جوتا پہنکر نماز پڑھ سکنا بھی ہے۔ ابوداؤد اور حاکم نے شداد ابن اوس سے یہ حدیث روایت کی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خالفوا الیہود فانھم لا یصلون فی خفافھم ولا فی نعالھم۔ مخالفت کرو یہود کی کہ وہ موزہ اور جوتہ پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔ اور بیہقی اور ابن حبان اور طبرانی نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جوتا پہن کر نماز پڑھتے تھے یا نہیں

۱؎ فرمایا۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کرو نماز کی زینت کو پوچھا گیا نماز کی زینت کیا ہے مارشاد ہوا اپنی جوتیاں پہن لو اور انہیں نماز پڑھو ۲؎ رسول خدا صلعم نے قرآن شریف کی اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد کیا ہے کہ ہر مسجد کے میں اپنی زینت حاصل کرو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جوتیوں سمیت نماز پڑھا کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے کہا۔ ہاں۔ اور مسلم نسائی اور ترمذی نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے ۔

بعض علماء نے ان احادیث سے ثابت کیا ہے کہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے کی عادت معمولی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی۔ جیسا کہ فتح المتعال میں لکھا ہے۔ واما صلوات علیہ الصلوٰۃ والسلام فی نعلیہ فالظاھر انہ کان فی المسجد فان فی الصحیحین وغیرھما عن سعید بن یزید قال سالت انس بن مالک کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ فقال نعم وظاھرہ ان ھذا کان شانہ و عادۃ المستمرۃ دائما۔

حنبلی اسی وجہ سے جوتا پہنکر نماز پڑھنے کو سنت کہتے ہیں۔ جیسا کہ رد المختار میں لکھا ہے کہ واخذ جمع من الحنابلۃ انہ سنۃ ۔ حنبلی فرقہ کی ایک جماعت نے جوتیوں سمیت نماز پڑھنے کو سنت قرار دیا ہے

بعض لوگ یہ فرماتے ہیں کہ جو جوتا پہن کر سڑکوں اور گلی کوچوں میں پھرتے ہیں۔ اس کو مسجد میں لے جانا اور نماز پڑھنا جایز نہیں ہے وہ جوتا مسجد میں لے جانا جائز ہے۔ جسکے اوپر ایک اور جوتا یا موزہ یا کوئی چیز ہو تاکہ جوتا نجاست سے محفوظ رہے۔ مگر یہ غلطی ہے۔ جیسا کہ رد المختار میں لکھا ہے۔ وکان یمشی بھا فی طرق المدینۃ ثم یصلون فیھا۔ یعنے اسی جوتہ کو جسے پہنکر سڑکوں اور راہوں پر چلتے ہیں۔ نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ کی گلیوں میں جوتا پہنے پھرتے تھے۔ اور اسی سے نماز پڑھتے تھے ۔

ابو داؤد ابن حبان اور حاکم اور عبد بن حمید اور اسحٰق ابن راہویہ اور ابو العلی الموصلی نے ابن سعید جزری سے روایت کی ہے کہ حضرت نے نماز میں جوتا اوتار ڈالا تو صحابہ نے بھی اپنے جوتے اتار دئے۔ حضرت نے بعد نماز کے صحابہ سے پوچھا کہ جوتے کیوں اتار ڈالے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کی تقلید کی۔ تب فرمایا۔ کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے۔ اسلئے میں نے اتار ڈالے۔ اور یہ فرمایا کہ تم مسجد میں آنے کے وقت اپنے جوتوں کو دیکھ لو۔ اگر کچھ نجاست لگی ہو تو پونچھ ڈالو۔ اور جوتا پہن کر نماز پڑھو۔ الفاظ ابو داؤد کے یہ ہیں :۔ ثم قال اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رای فی نعلیہ قذرا او اذی فلیمسحہ ولیصل فیھما۔

اگلوں میں سے بھی بعض خیالی ادب کرنے والے ایسے گذرے ہیں۔ جنھوں نے اس فعل کو مکروہ جانا مگر علماء نے ان کے قول کو رد کیا۔ جیسا کہ علامہ مصری نے فتح المتعال میں لکھا ہے ۔ الذی یترجح ھو انہ لا وجہ الکراھتہ الصلوٰۃ فیھا الثبوت فعل ذلک من اصحاب الشرع واما الافضلیۃ فان ادا دبہ اقتداء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فنعم والا فھو فعل مباح من الرخص الشرعیۃ ھذا ھو الذی علیہ المحققون من الفقھاء والمحدثین کہ قول راجح یہ ہے۔ کہ کوئی وجہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے میں کراہت کی نہیں ہے۔ اسلئے کہ اصحاب شرع سے یہ فعل ثابت ہے۔ باقی رہی افضلیت۔ پس اگر جوتا پہن کر نماز پڑھنے سے مقصود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہے۔ تو بلاشبہ جوتا پہنکر نماز پڑھنا افضل ہے۔ ورنہ یہ فعل مباح ہے۔ منجملہ مباحات شرعیہ کے اور یہی قول منصوص ہے۔ محققین فقہا اور محدثین کا ۔

لوگ تعجب کرینگے کہ جوتے میں نجاست لگتی رہتی ہے۔ تو نجس چیز کو مسجد میں لے جانا اس سے نماز پڑھنا کیوں کر جایز ہوگا۔ مگر ان کو چاہیئے کہ خدا نبی کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو دیکھیں۔ کیونکہ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ اگر جوتے میں کچھ نجاست لگ جاوے تو رگڑ ڈالنا اور مٹی سے مل دینا ہی اس کی طہارت ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اذا وطی احدکم بنعلیہ فطھورھا التراب[1]۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا ہے کہ اذا وطی احدکم بنعلیہ فان التراب لہ طھور۔ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس راہ سے مسجد کو آتے ہیں۔ وہ راہ نجس اور غلیظ رہتی ہے۔ تو جب پانی نہ ہو تو ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا نجاست کے بعد صاف جگہ نہیں ملتی۔ اس نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ ھذہ بھذہ یعنے پس جگہ صاف پر قدم رکھنا نجس جگہ کی نجاست دور کرنے کے لئے کافی ہے۔

حافظ ابو زرعہ عراقی شافعی نے بھی ایسا ہی فتوے دیا ہے۔ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو نجاست ایسی ہو کہ جس کا جرم یعنے جسم نہ ہو۔ مثل پیشاب و شراب کے۔ اگر وہ جوتے میں لگ جاوے۔ تو بے دھوئے پاک نہیں ہوتی۔ مگر یہ ان کی خیالی طہارت ہے۔ نہ مطابق حدیث کے۔ کیونکہ مٹی سے رگڑ دینا اس کی پاکی کے لئے کافی ہے۔ اور یہ مسئلہ فقہاء کا خود امام ابو حنیفہ صاحب اور قاضی ابو یوسف کے فتوے کے خلاف ہے۔ جیسا کہ قاضی ابو علی نسفی نے امام ابو بکر محمد بن فضال سے روایت کی ہے کہ انہ قال اذا اصاب نعلیہ بول او خمر فمشی علی التراب او الرمل حتی لزق بہ بعض التراب و جف فمسحہ بالارض یظھر عند ابی حنیفہ و ھذا ذکرہ الفقیہ ابو جعفر عنہ وعن ابی یوسف مثل ذلک الا انہ لم یشترط بالجفاف۔ انہوں نے فتوے دیا ہے۔ کہ اگر جوتے میں شراب یا پیشاب لگ جاوے۔ پھر مٹی پر چلے یا ریت پر اور کچھ مٹی یا ریت جوتے میں لگ جاوے اور خشک ہو جاوے۔ اور پھر پونچھ ڈالی جاوے۔ تو پس جوتا پاک ہو گیا۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور ابو جعفر نے بھی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ کو منقول کیا ہے۔ اور قاضی ابو یوسف نے بھی یہی فتوی دیا ہے۔ مگر انہوں نے خشک ہو جانے کی شرط نہیں کی ۔

---

[1] آنحضرت صلعم کا جوتیوں سمیت نماز پڑھنا صحیح بخاری و صحیح مسلم سے ثابت ہے۔ جنھوں نے سعید بن یزید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے تو حضرت انس نے جواب دیا۔ ہاں حضور جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے اور یہ آپ کی دائمی عادت تھی یعنی ہمیشہ جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے۔

[1] اگر تم میں سے کسی کی جوتی میں گندگی لگ جاوے تو مٹی سے اسکو پاک کر لو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعض آدمی فاخلع نعلیك کے حوالے سے جوتا اتارنے کو ادب تصور کرتے ہیں۔ اور اگلے لوگوں میں سے بھی بعض نے ایسا شبہ کیا۔ مگر شکر خدا کا ہے۔ کہ اگلے ہی عالموں نے اس کی مخالفت ظاہر کردی۔ جیساکہ فتح المتعال میں ہے۔

ان[1] امر خلع النعل لموسیٰ لا دلالة له علی کراهته دخول المسجد متعلاً ولو دل علیه بالفرض فلا یضر ناالوجود ما یشعر فی شریعتنا ومن عصفا ظهر مخالفة فی مدینة المصلی۔

---

[1] قرآن شریف میں حضرت موسےٰ کے جوتیاں اتارنے کا جو ذکر آیا ہے۔ اس کی سند یہاں نہیں لائی جاسکتی۔ اور اگر بالفرض اس کو دلیل میں پیش کیا بھی جائے۔ تب بھی کچھ ضرر نہیں ہے کیونکہ ہماری شریعت نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے ۱۲

ویدک دھرم کے حامیوں کی خدمت میں ایک اور عرض

اور

پہلے سوال کے متعلق یاددہانی

پیارے مترو ابھی میری آخری التماس (مندرجہ اخبار فاروق ۲ مئی ۱۹۱۸ء) کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ یعنی روح اور مادہ کا انادی ہونا جس ویدمنتر کا ارتھ ہے۔ وہ ویدمنتر کسی آریہ مہاشے نے تحریر نہیں فرمایا۔ اسکے بارے میں یاددہانی کرانے کے بعد ایک اور عرض کرتا ہوں۔ اور جواب منتظر ہوں ؛

وھو ھذا۔ جبکہ سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے ساتویں سملاس کے آخر میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی کسی (آریہ) سے پوچھے۔ کہ

تمہارا کیا اعتقاد ہے۔ تو یہی جواب دینا چاہیئے۔ کہ

ہمارا اعتقاد وہ ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم اس کو مانتے ہیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنے کا ارشاد ہے کہ جو بات ویدوں میں نہ ہو۔ اس کو ہم ہرگز نہیں مانتے۔ اور نیز موجب آریہ سماج کے اصول ۳ ویدست ودیاؤں کا پڑھنا بھی ہے۔ اور اکثر تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ یہ دعوے بھی کیا گیا ہے۔ کہ تمام علوم اور ایجادوں کا منبع وید مقدس ہی ہے۔ پھر یہ امر ضروری بلکہ اشد ضروری ہے۔ کہ آپ کی طرف سے جو دعوے ہو۔ وید سے ہو۔ اس کے جسقدر دلائل ہوں وید سے ہوں تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ ویدوں کا مکمل کتاب ہونے کا دعوے بلا دلیل دعوے نہیں۔ کیونکہ جو کتاب اپنے دعوے کے دلائل میں ہی غیر کی دست نگر ہے۔ وہ مکمل ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی دلیل ویدوں میں سے نہ ہونے کی وجہ سے ویدک دھرم کی تائید میں پیش بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بموجب ہدایت سوامی دیانند جی کے آریہ سماج ان کو نہیں مان سکتی۔ اس سبب سے کہ وہ ویدوں میں سے نہیں ہے۔ کسی عقلمند کو آریہ سماج کی طرف سے وہ دلیل قبول نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ ویدوں سے نہیں ہے۔ اب میں اس بنا پر ایک اور سوال جو سملاس ۹ میں نمبر ۲۴ پر درج ہے۔ پیش کر کے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اس کا جواب کون سے ویدمنتر کا ترجمہ ہے۔

سوال نمبر ۲۴۔ جسقدر جیو مکت ہوتے ہیں۔ ایشور اسی قدر نئے پیدا کر کے دنیا میں رکھ دیتا ہے۔ اس کا خاتمہ نہیں ہوتا۔

جواب۔ اگر ایسا ہو تو جیو غیر مدامی ہو جاویں۔ کیونکہ جس کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کی فنا ضرور ہوتی ہے اور ایسی صورت میں تمہارے اعتقاد کے رو سے مکتی پاکر بھی فنا ہو جاویں گے۔ اور مکتی غیر مدامی ہو جائے گی نیز مکتی کے مقام پر بہت بھیڑ بھاڑ ہو جاوے گی کیونکہ آمد زیادہ اور نکاس کچھ بھی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں اوزونی کا کچھ وار پار نہیں رہے گا۔ اور دکھ کے احساس کے بغیر سکھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے کڑوا نہ ہو تو میٹھا کیا اور میٹھا نہ ہو تو کڑوا کس کو کہیں کیونکہ ذائقہ کے خلاف دوسرے ذائقہ کے جاننے پر دونوں کی تمیز ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی آدمی میٹھا ہی میٹھا کھاتا پیتا رہے۔ تو اس کو ویسا سکھ نہیں ہوتا۔ جیساکہ سب قسم کے ذائقوں کے بھوگنے والے کو ہوتا ہے۔ اور اگر ایشور انتہا والے اعمال کا لاانتہا نتیجہ دیوے۔ تو اس کا انصاف معدوم ہو جاوے پھر جس قدر بوجھ کوئی اٹھا سکتا ہے۔ اسی قدر اسپر رکھنا عقلمندوں کا کام ہے۔ جیسے ایک من بوجھ اٹھا سکنے والے کے سر پر دس من رکھنے سے بوجھ رکھنے والے کی مذمت ہوا کرتی ہے۔ ویسے ہی ذرا سے علم اور ذرا سی طاقت والے جیو پیدا کرنا۔ تو جس مادے سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ختم ہو جاوے گا کیونکہ چاہے کتنا ہی بڑا خزانہ ہو اس میں اگر خرچ ہو اور آمد نہیں۔ تو اس کا کبھی نہ کبھی دیوالہ نکل بھی جاتا ہے اسلئے یہی آئین صحیح ہے کہ مکتی میں جانا پھر وہاں سے واپس آنا اور یہی اچھا ہے۔ کیا تھوڑی قید کی نسبت عمر بھر کی قید یا پھانسی کو کوئی متنفس اچھا سمجھتا ہے اگر وہاں سے آنا نہ ہو تو عمر قید سے اتنا ہی فرق ہے کہ وہاں مزدوری نہیں کرنی پڑتی۔ اور برہم میں سے (تحلیل) ہونا تو سمندر میں ڈوب مرنا ہے۔ یہ ہے سوال نمبر ۲۴ سملاس ۹ کا جواب۔ میں امید کرتا ہوں کہ کوئی مہاشے جی مطلع فرماویں گے۔ کہ یہ جواب کس کس ویدمنتر سے ترجمہ کر کے دیا گیا ہے۔

یہ امر بھی اس لئے دریافت کیا گیا ہے کہ روح مادہ کے انادی ہونے کا تعلق اس سوال و جواب سے پورے طور پر پایا جاتا ہے۔ اور گمان مبدل بہ یقین ہوتا جاتا ہے۔ کہ روح اور مادہ کی انادیت کے متعلق کوئی ذکر بھی وید مقدس میں نہیں ہے۔ یعنے نہ کوئی دعوے اس کے متعلق وید مقدس میں سے مل سکتا ہے اور نہ کوئی دلیل مل سکتی ہے۔

المشتهر۔ بدرالدین از قادیان

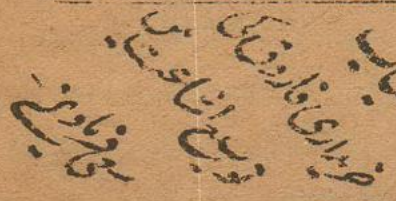

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خواجہ حسن نظامی کے مرشد کا رشد

(نمبر ۲)

(مولوی غلام غوث صاحب مولوی عالم قادیان)

پھر آگے چلکر اپنی قابلیت کی یوں داد دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم نے جو مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ سیکون من امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اس سے اور بھی میرے دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ قبل اسکے کہ میں اس حدیث کی تفسیر کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ مولوی صاحب کے اقوال وآپ لوگوں کی خدمت میں پیش کروں۔ چنانچہ وہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کے بعد اس کا ثبوت پورا ہو رہا ہے اور ہزاروں سینکڑوں مدعی نبوت پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں" اسجگہ مولوی صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہزاروں ہونگے لیکن حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ تیس ہونگے۔ معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کہاں سے نکالا کہ ہزاروں ہونگے۔ یہ بذات خود دعوے ہے۔ اس کو ثابت کرنا ان کے ذمہ ہے۔ ہزار تو یکطرف صرف ایسے یک صد نبیوں کی فہرست دیں۔ جو کہ اسلام میں رہ کر مدعی نبوت ہوئے ہوں ؛

اب میں ناظرین کی دلچسپی مدنظر رکھتے ہوئے اس حدیث کی تفسیر کرتا ہوں۔ حدیث میں پہلا لفظ سیکون ہے۔ سین نحوی قاعدے کے لحاظ سے صرف مضارع کے ساتھ مختص ہے۔ اور یہ زمانہ حال سے مضارع کو استقبال قریب کے معنوں میں کرتا ہے۔ جیسا کہ شرح ملا جامی میں مندرج ہے۔ "من خواصہ دخول السین وسوف لدلالۃ الاول علی الاستقبال القریب والثانی علی الاستقبال البعید۔ یعنی فعل کی خاصیتوں میں سے سین اور سوف کا اپر داخل ہوتا ہے تاکہ پہلا یعنی سین استقبال قریب۔ اور دوسرا استقبال بعید پر دلالت کرے۔ سب سے پہلے میں قرآن شریف سے چند مثالیں دے کر ناظرین کو آگاہ کرتا ہوں یہ استقبال قریب کے لئے ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فسیکفیکھم اللہ۔ اسجگہ یہ قرینہ موجود ہے وہ یہ کہ اگر وہ ایمان لائے تو ہدایت یافتہ ہوگئے۔ اگر پھر گئے تو وہ بدبختی میں ہیں۔ یعنی ایمان لانے کی حالتیں تو وہ پھر آپ کے بھائی ہوئے۔ اس حالتیں تو دکھ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر وہ ایمان نہ لاتے تو ہوسکتا ان سے دکھ پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ جسوقت وہ دکھ دینگے اسوقت عنقریب ضایتراکفیل ہوگا۔ گویا استقبال قریب لاکر یہ بتایا کہ وہ بدبختی اور دکھ دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ دوسری جگہ سیقول السفہاء ماولھم عن قبلتھم۔ اس جگہ بھی قریب کے لئے آیا ہے یعنے ایک قبلہ سے دوسرے قبلہ کے پھرتے کے وقت وہ کہیں گے کہ ان کو کس نے پھیر دیا۔ تو پہلے ہی خبر دی کہ عنقریب یہ حکم صادر ہونیوالا ہے۔ تب یہ بھی اعتراض کرینگے۔ تیسری جگہ فرمایا والمومنون باللہ والیوم الاخر اولئک سنؤتیھم اجرا عظیما۔ اس طرح کی ہزاروں مثالیں مل سکتی ہیں پھر عربی شعراء کے قصیدوں میں بھی ہمیں یہی معنے معلوم ہوتے ہیں۔ فانی لسا خذ لکم ولا کن + ساسعی الدان اذ بلغت اذاھا۔ قریب کے لئے استعمال ہوا ہے۔ خبر بن ابی ابن حمام کہتا ہے۔ میمنع منک السبق ان کنت سابقا او تقتل ان زلت بک القدمان پھر دیوان علی ابن ابی طالب میں فرمایا ہے۔ ستشھد بالکف والطعن را یہ + حیاتی بھا الطھر النبی المھذب۔ پس مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہوگیا کہ سین اکثر اوقات استقبال قریب کے لئے آتا ہے اب میں لفظ بعد کی تشریح کے بعد حدیث شریف کے معنے کروں گا۔ تاج العروس جلد دوسری میں بعد کی یوں تشریح کی ہے۔ ھو زمان متراخی عن زمان السابق فان قرب قیل بعیدۃ بالتصغیر جاء زید بعد عمرو ای متراخیا زمانہ یعنی یہ کہ بعد کے آنیوالا زمانہ پہلے زمانے سے بہت فاصلہ یعنی دیر کے بعد آتا ہے۔ اگر زمانہ قریب میں ہو تو تصغیر کرلو۔ اور اگر زمانہ لمبا لینا ہو۔ تو بعد استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ زید عمر کے بعد آیا۔ یعنے ایک لمبے عرصے کے بعد آیا۔ اسی طرح اگر کسی کی نفی کرنی مقصود ہو تو وہ ایک لمبے عرصے تک ہی رہیگی۔

اب میں اصل مضمون یعنی حدیث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ نبی کریم فرماتے ہیں :۔ "عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے نبی ہونگے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا" اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبی کریم کا سیکون کا لفظ بولنا اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم کے بعد معاً ہی ایسے نبیوں کا سلسلہ شروع ہوجائیگا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے معاً دعوی نبوت کیا۔ دوسرے اگر تین کو تاکید یا استمرار کے لئے لیا جاوے۔ تو بھی اس کے معنے صاف ہیں کہ میری اُمت سے میرے تھوڑے عرصے بعد ضروری ہے کہ جھوٹے نبیوں کا سلسلہ پیدا ہو۔ جو کہ یکے بعد دیگرے ہونگے۔ لیکن چونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میری مُہر کے بغیر نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے وہ تیسوں ہی جھوٹے ہونگے۔ دوسری دلیل اسبات کی یہ ہے کہ میرے بعد معاً کسی ایسے نبی کی ضرورت نہیں ہوگی جو کہ دوبارہ آکر دین اسلام کو زندہ کرے۔ پس وہ نبی جو دعوے کرینگے۔ وہ میرے بعد معاً کرنا شروع کردینگے اسلئے وہ جھوٹے ہونگے۔ اب اس جگہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے بعد حقیقی نبی معاً نہیں ہوگا۔ کہاں سے نکالا تو اسکا جواب صاف ہے۔ وہ یہ کہ لا نبی بعدی یہ بتاتا ہے کہ میرے بعد معاً حقیقی نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آپ کی تعلیم ایسی پختہ ہے کہ دیگر نبیوں کیطرح جھٹ پٹ آپکی اُمت قعر ضلالت میں نہیں گریگی۔ بلکہ یہ ایسی فضیلت والی ہوگی کہ ایک مدت دراز تک اس کو نبی کی ضرورت نہیں بلکہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل کا کام دیتے رہینگے پس جب یہ بات نہیں رہیگی۔ اور اُمت میں سے ایسے لوگ ہونگے جو کہ مشرکوں کے مشابہ ہوجائینگے۔ اسوقت واقعی ایک نبی کی ضرورت ہوگی۔ جو کہ آپ کی خاتم النبوت سے ختوم ہو کر ایک لمبے عرصے کے بعد آئیگا۔ اب یہاں پر یہ شبہ ہوتا ہے۔ کہ آیا آنیوالے نبی نئی شریعت لائینگے یا اسی پر عمل کرنیوالے ہونگے تو اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ افضل الرسل آچکے۔ انکے بعد کوئی جدید شریعت والا نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تکمیل دین تو ہوچکی جیسا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا۔